نہ بھولنے والے تذکرے

میاں حبیب اللہ فیصل آباد

ارفع اعلیٰ سلفی جماعت اہل حدیث کا علمی مواد سے مزین معروف ماہنامہ ترجمان الحدیث کی جلد نمبر 42 شمارہ نمبر 10 ماہ اکتوبر 209ء کے صفحہ نمبر 38 پر برادرم جناب مولانا محمد یوسف انور حفظ اللہ ''بھولی بسری یادیں'' مرکزی عظیم ادارہ جامعہ سلفیہ سے شائع ہوا

موصوف کا یہ معلوماتی مضمون میرے مطالعہ میں آیا تو میری یادداشت نے ان نہ بھولنے والے تذکروں کی تائیداور مزید وضاحت کے لئے لکھنے پر آمادہ کر دیا!

اسی سلسلہ میں خاص کر پاکستان میں بعض مسالک کے لوگ اپنے مسلک کو اجاگر کرنے کے لئے قرآن وحدیث سے اتنا کام نہیں لیتے جتنا ان کے ادیب وخطیب اپنے بزرگوں کے قصہ کہانیوں سے لے رہے ہیں.......... ہمارے ہاں کے اکثر نوآموز ادیب ومبلغ بھی اپنے سلف صالحین اکابرین کے کارہائے نمایاں تقریر وتحریر میں بیان نہیں فرما رہے!! خالق ارض وسما قابل صد احترام جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی مدظلہ کو مزید صحت وتوانائیوں سے نوازے جن کے مایہ ناز موثر قلم نے اس کمی کو بڑی حد تک پورا فرمادیا ہے۔ جزاء اللہ

چنانچہ میری ناقابل فراموش یادوں میں قصبہ ''پٹی'' امرتسر سے ترن تارن سے ریل گاڑی پر قصور کی جانب سفر کریں تو ضلع امرتسر کا آخری اسٹیشن کیروں تھا۔ اور ضلع لاہور کا پہلا اسٹیشن ''پٹی'' تھا یہاں سے ضلع لاہور شروع ہوتا تھا اس مشہور قصبہ میں اکثریت مسلمانوں کی تھی اس شہر کے رئیس مغل مرزا کہلواتے تھے مغلیہ دور کا ایک چھوٹا قلعہ جس میں اب پٹی کا تھانہ موجود تھا۔!

3 جون 1947 کے اعلان تقسیم کے وقت گورداسپور امرتسر اور لاہور کے ضلعے پورے پورے پاکستان میں آئے گویا کہ دریائے بیاس اور ستلج کے مغربی جانب کا سارا علاقہ پاکستان میں شامل تھا مگر بدنیت ریڈکلف نے ناانصافی خیانت اور جعل سازی سے تحصیل پٹھان کوٹ پورا ضلع امرتسر اور لاہور کے چار تھانے کھاڑہ بھلی ونڈ ولٹویا اور پٹی کے علاقے کاٹ کر پاکستان کو لولا لنگڑا بنا

دیا۔ یہ علاقہ زرعی لحاظ سے بہت سرسبز تھا۔ ساتھ ہی علمی لحاظ سے بھی اعلیٰ مقام رکھتا تھا۔ اسی علاقہ کے مکین قابل توقیر سید محمد شریف شاہ آل انڈیا جماعت اہل حدیث کے امیر مکرم اور ولی اللہ نامور بزرگ تھے۔ سید شریف شاہ نے بیت اللہ میں دعا فرمائی! یا اللہ! اکثر بچے تیری توفیق سے حافظ قرآن ہوتے ہیں لیکن میرے ہونہار بیدار مغز لخت جگر سید یحییٰ شاہ کو حافظ حدیث کے متبرک اور خاص شرف سے مشرف فرمائیے ....!! رحیم کائنات نے سید صاحب کی اس مخصوص دعا کو قبولیت کا شرف عطا فرماتے ہوئے ان کے ہونہار فرزند ارجمند سید یحییٰ شاہ نے ایک لاکھ حدیث کے کامل حافظ بن کر عالم اسلام میں ایک مبارک منفرد مقام حاصل کرلیا۔ بڑے بڑے محدثین نے ان کے حافظ الحدیث ہونے کا امتحان لیا تو انہوں نے بھی صدق قلب سے تصدیق فرمائی کہ واقعی عزیزم کو بلا مبالغہ ایک لاکھ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازبر ہیں الحمدللہ عاجز کو بھی ان نفوس قدسیہ کی زیارت اور درس واعظ کی سماعت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

پٹی شہر میں جناب مولانا محمد یوسف انور صاحب نے 1946ء کے ہنگامہ خیز دور میں جس جلسہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے وہ اجتماع بہت ہی اہمیت کا حامل تھا قلعہ کے پہلو میں بڑے وسیع پنڈال میں وقوع پذیر ہوا۔ امرتسر سے بذریعہ ریل گاڑی دفاع قرآن وحدیث کے فاتح سالار محافظ ختم نبوت فتنہ مرزائیت کے سلاب کو روکنے والے مناظر ذی شان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ گاڑی سے نمودار ہوئے تو مختلف نعروں سے ماحول اور فضا گونجنے لگی۔ استقبالیہ احباب کا ہجوم فرط جذبات سے بے خود ہو رہا تھا۔ جب مولاناؒ پنڈال میں تشریف لائے تو ان کے نہایت ہی خوبصورت جانثار شاگرد حافظ عبدالحق صدیقیؒ نے پر جوش استقبالیہ نعروں سے مرحبا خوش آمدید کا حق ادا کردیا۔ کسی شاعر نے شاید ایسی ہی کیفیت میں مناسب حال شعر کہا ہے۔

بعد مدت وہ محفل میں کیا آ گئے
جیسے گلشن میں فصل بہار آ گئی!

راقم اور دیگر حاضرین یہ دیکھ کر ششدر تھے کہ اتنے بڑے استقبال کے باوجود مولانا صاحب خوبصورت رفتار چاند جیسے صاحب جمال نیچی نظروں سے انکسارانہ طریقہ سے تشریف لا رہے تھے۔!

محترم الحقام نے چند منٹ کے وقفہ کے بعد نا بھولنے والا مختصر خطاب تقریباً یوں ارشاد فرمایا کہ

...... پورے ہندوستان پر انگریزوں نے تسلط قائم کرتے وقت اس بات کو خوب بھانپ لیا تھا جب تک توحید و رسالت کے حامل مسلمانوں کے مقابلے کے لئے ان کے متوازی اذہان تیار نہیں کئے جاتے اس وقت تک ہم یہاں اطمینان سے حکومت نہیں کر سکتے۔ اس لئے 1857ء کی جنگ آزادی اور اس کے بعد پانچ لاکھ سے زائد سلفی مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا۔ اور باقی توحید پرستوں کو عمر قید کی سزائیں دے کر کالا پانی میں پابند سلاسل کر دیا گیا......!!

ان سنگین حالات میں پادریوں کو بھی ہر قسم کی آزادی تھی۔ قرآن کریم اور خاتم نبوت پیغمبر مقدس پر جس طرح چاہیں تحریر و تقریر میں بکواس کریں اور ان پادریوں کی ہندو وغیرہ ہر قسم کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اسی طرح انگریزوں نے عقیدہ توحید اور رسالت کے خلاف گمراہ مسلمانوں ہی سے چند کو ہر قسم کا لالچ دے کر بدعتی اور مرزائیت کے خود ساختہ پودے کاشت کر دیئے۔ جنہوں نے سلام کے بنیادی عقائد حقہ کو چیلنج کرنا شروع کر دیا۔ تو اس عہد کم ظرف میں خالق حقیقی نے اپنے محکم اصول **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون** کے تحت مجھے اور جماعت کے دیگر معزز اکابرین کو توفیق مرحمت فرمائی...... جو سینہ تان کر ان کے باطل نظریات کو سرنگوں کرنے کے لئے میدان عمل میں آئے۔ پھر اللہ کریم ہی کی غیبی تائید سے ان کے بیہودہ عائد کردہ فضول اعتراضات کو جو انہوں نے قرآن مجید اور رسول مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ مظاہر عظمتوں پر لگائے تھے میں نے نہایت تسلی بخش دندان شکن جواب دے کر ان کے عصمت فروش قلم توڑ دیئے اور ان سب گستاخوں کے ناپاک منہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے الحمد للہ

مولانا نے اپنے ولولہ انگیز بیان کو جاری رکھتے ہوئے پیشین گوئی ارشاد فرمائی کہ اب آئندہ قرآن حمید کی تقدیس اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر کوئی حملہ آور نہیں ہو سکے گا اگر کسی بد بخت کو ایسی جسارت ہوئی اللہ کے فضل وکرم سے دفاع کے لئے اتنی کثرت سے مواد شائع کر دیا گیا ہے۔ مولانا نے خاص کر حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی جانب ارشارہ کرتے ہوئے فرمایا ایسے فاضل علماء اس مواد سے پورا پورا استفادہ حاصل کریں گے۔

الحمد للہ! راقم اور دوسرے احباب نصف صدی کے زائد عرصہ سے خوب دیکھ رہے ہیں کہ مولانا امرتسریؒ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ثابت ہو رہی ہے۔

کیونکہ پوری دنیا میں مایہ ناز سکالر مناظر جناب احمد دیدات امریکہ میں ہوں یا جناب میجر چودھری محمد اسلم شہید افریقہ کے براعظم میں ہوں یا پروفیسر چودھری محمد سعید سیڈنی اسٹریلیا یا دور حاضر کا عظیم مناظر جناب عبدالکریم ذاکر نائیک ہندوستان میں ہوں اس کے علاوہ دیگر مناظر اسلام ہوں سب کے سب مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے جوابی مواد ہی سے موجودہ سائنسی دور میں بھی جواب دے کر غیر مسلم لوگوں کو مسلمان بنا رہے ہیں..........!!اسی طرح مولانا احمد دین گکھڑویؒ اپنے ہر درس و خطاب میں اپنے عالی مقام استاذ مکرم جناب

مولانا امرتسریؒ کے مناظروں کی چشم دیدہ روئیداد تفصیل سے بیان فرمایا کرتے تھے۔اس لئے بعض مناظروں کی یادداشت میرے ذہین میں اب بھی محفوظ ہے۔

مثلاً گذشتہ دنوں میرے بڑے لڑکے محمود سلمہ بتانے لگے ابا جی! آج ٹی وی پر جناب ذاکر نائیک صاحب مدظلہ کا مناظرہ دیکھ کر قلبی راحت ہوئی فریق ثانی اپنے پیش کردہ اعتراض کے نہایت مثبت جوابوں سے خاموش ہوگیا۔میں نے کہا ان میں سے کوئی سوال دھرائیں تعدد ازواج کے متعلقہ سوال پر میرا جواب سن کر عزیزم نے کہا واقعی یہی جواب جناب ذاکر صاحب مدظلہ نے دیا تھا میں نے کہا! مولاناؒ کی پیش گوئی کے مطابق سب مناظرین اسلام قیامت تک مناظر اعظم امرتسریؒ کی شائع شدہ کتب سے ہی جواب دیتے رہیں گے انشاءاللہ

مذکورہ جلسہ میں مولانا امرتسریؒ کے اس مختصر خطاب کے بعد حافظ عبدالقادر روپڑیؒ جنہوں کلے پر پشاوری پگڑی باندھ رکھی تھی......تحریک پاکستان جو کہ اس وقت اپنے عروج پر تھی نظریہ پاکستان کی تائید میں لیڈرانہ پر جوش انداز میں تقریر کر رہے۔مائیک بار بار خراب ہونے لگا تو لاؤڈ سپیکر کو پیچھے کر کے فرمانے لگے مجھے اس کی ضرورت نہیں اگر امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کی آواز یاساریۃ الجبل تک سنائی دے سکتی ہے تو میری آواز بھی اللہ کے فضل سے پنڈال کے آخر تک سنائی دے گی۔پھر ایسا ہی ہوا..........!

ہم اپنے بزرگوں کے ہمراہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ دیکھنے کے لئے امرتسر ان کے ذاتی کوچہ میں گئے تو اس پوری گلی میں دائیں جانب موصوف کے محل نما خوبصورت رہائشی مکان سامنے ان کی مسجد اور بائیں طرف بہت بڑی بلڈنگ میں ثنائی برقی یہ ایک عظیم الشان وسیع لائبریری حسب ضرورت دفتر

دار المطالعہ وغیرہ۔ مولاناؒ اپنے دفتر ہی تشریف فرما تھے۔

حسب عادت خندہ پیشانی اور مروت سے پیش آئے۔ جاذب نظر ولی ربانی صاحب ثروت رئیس امرتسر ہونے کے باوجود کسی قسم کا کدورت موجود نہ تھا رحمتہ اللہ علیہ......!

سوئم عالم اسلامی کی اس معرکہ آرا کانفرنس میں جو جلالتہ الملک شاہ عبدالعزیزؒ ابن سعود نے 1962ء میں منعقد کروائی تھی مولانا کی خداداد وافر قابلیت کی وجہ سے مدعو کیا گیا تھا جس کی صدارت کا اعزاز علامہ سلیمان ندویؒ کو حاصل ہوا تھا اس کانفرنس میں مولانا شوکت علی گوہرؒ مولانا محمد علی جوہرؒ شعیب قریشی کو خاص طور پر شامل کیا گیا کیونکہ انہوں نے ہی اس بات پر طوفان برپا کروا رکھا تھا کہ سلطان عبدالعزیزؒ نے بدعات کے تمام قبے اور پختہ قبروں کو مسمار کروا دیا ہے۔ اس عالم اسلام کے نمائندہ اجلاس میں تین روز تک دوبارہ پختہ قبروں کی تعمیر پر بحث مباحثہ جاری رہا۔ جس مین مخالفین کے تمام دلائل کو مولانا ثناء اللہؒ نے کتاب وسنت کی روشنی میں ثقہ حوالہ جات سے رد اور غلط ثابت کرتے ہوئے سعودی حکومت کی قابل قدر کارروائی کو جائز اور باعث ثواب منوا کر فتویٰ تحریر کروالیا گیا کہ پختہ قبریں بنانا حرام ہیں۔ سعودی حکومت نے جو پکی قبریں اور قبے وغیرہ مسمار کروائے ہیں وہ عین منشاء اسلام ہے۔ فیصلہ تحریر ہونے کے بعد سلطان عبدالعزیزؒ خود اجلاس میں وارد ہوئے۔ تو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی ایما پر خادم حرمین شریفین نے معزز حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ فتویٰ کتاب و سنت کے ثقہ حوالہ جات سے لکھا گیا ہے۔ میں اب اور وقت دیتا ہوں کہ کسی بھی قابل صد احترام آئمہ و دین نے پختہ قبر بنانے کی اجازت دی ہو تو مسمار قبروں کو سونے کی بنوا دونگا۔ لیکن اس کے باوجود اب کسی نے اس ثقہ فتوے کے خلاف بات کی تو خاص کر مولانا محمد علی جوہرؒ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا پھر اس کی گردن اور میری تلوار ہوگی۔ اس وزنی بات پر مولانا جوہرؒ پر سکتہ طاری ہو گیا حالانکہ یہ وہی عالم اسلام کے نڈر لیڈر تھے جنہوں نے بادشاہ جارج پنجم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گول میز کانفرنس میں بات کی تھی جس وقت اس کی وسیع حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ لیکن وہ ... ایک مرد مومن کی ایمانی قوت کے بیباک جملہ پر کانپ اٹھے............!!

قابل قدر قارئین قبریں مسمار کرنے پر ہنگامہ آرائی ایک سوچی سمجھی عالمی سازش تھی کہ صوبہ حجاز یعنی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کو آزاد شہر قرار دیا جائے اور اس کے جملہ اختیار کے لئے ہمیں نمائندگی دے دی

جائے مگر یہ ان مخالفین کا مجوزہ منصوبہ مناظر عالم اسلام کی یلغار حق شناس ہے ہمیشہ کے لئے نابود ہو گیا۔..........!!

حضرت مولانا امرتسریؒ کے جب یہ کارہائے نمایاں پوری دنیا میں ظہور پذیر ہوئے تو یہ تسلیم کیا گیا کہ جس طرح مولاناؒ نے اپنے کشمیری عزیز فن کشتی میں رستم زماں ہیں اس طرح آپ فن مناظرے کے رستم زماں اور امام ہیں۔ اس پر ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست کے فرمانروا نواب حیدر آباد دکن نے بڑے پرتپاک عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے مولانا ثناء اللہؒ کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ پھر مولاناؒ کی تشریف آوری پر بڑے تزک واحتشام اور حسین شان وشوکت سے استقبال کیا گیا۔ نواب صاحب نے ''شیر پنجاب'' کا لقب دیا اور اپنے شاہی ہاتھی کو شنگار سجا کر اس پر مولانا کو سوار کر کے شاہی اور فوجی انڈر میں جلوس کو ترتیب دے کر آپ کے زیارت کے شرف مقدس سے عوام الناس کو مستفید کیا گیا۔ سبحان اللہ اے یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

ہاں جناب! جب ثنائی کوچہ سے باہر آئے تو حسن اتفاق سے مولاناؒ کے اکلوتے صاحبزدے جناب عطاء اللہ ثنائیؒ اجلا لباس شیروانی میں ملبوس نوابی شان وآن سے کھڑے تھے جو گلاب جیسے حسین وجمیل چہرے والے جاذب الفظنو جوان تھے میں نے ان کے گرداگرد روشنی کا ایک ہالہ دیکھا۔ اس سنہری عکس کا منظر آج تک آنکھوں میں محفوظ ہے۔ بعد ازاں ان کی مثال کا کوئی باوقار نوجوان ماسوائے سید ابوبکر غزنوی شہید کے کوئی نظر نہیں آیا۔ ان شہدین کی دلکش اعلیٰ شخصیت کی تعریف کسی شاعر کی زبان میں۔

حسن خوشبو صبا چاند تارے کرن — پھولوں کا تبسم شبنم کی رنگینیاں
تری دلکش جوانی کی تکمیل میں — حسن فطرت کی ہر چیز کام آ گئی! انشاء اللہ

اس ہر دل عزیز ثنائی نوجوان مسلمانوں کے ہمدرد امن وآشتی کے پیامبر کو بھی ایک متعصب سکھ تھانیدار نے 1947ء میں شہید کر دیا کیونکہ مولانا کے مناظروں کی وجہ سے متعدد سکھ مسلمان ہو چکے تھے۔ پھر اس ناگہانی اچانک حادثہ پر اہل خاندان پر جو بجلی گری اس صدمہ کی اصل کیفیت ناقابل بیان ہے باقی پورے شہر پر بھی سکوت مرگ طاری ہو گیا!!

ایک امرتسری پہلوان مہر شریف صاحب نے مجھے بتایا حبیب بھائی! ہم نے اپنے عظیم

محسن کی شہادت کے بعد جان ہتھیلی پر رکھ کر سکھوں اور ہندوؤں کے بڑے بڑے بدخصلت بدمعاش چن چن کر قتل کیئے۔ اگر حسب اعلان امرتسر بھی پاکستان میں شامل رہتا تو ہم باقی غنڈوں کا شہر سے نام ونشان مٹا دیتے۔ میں نے کہا پہلوان جی آپ کے یہ کارنامے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ آپ ایسا کر بھی دیتے تب بھی اس ناقابل فراموش کرب عظیم کی تلافی نہ ہوتی

کیا تلافی ہو سکے گی اب غم مافات کی حشر تک روتی رہے گی چشم ہستی اشک بار

تمام باطل مذاہب کی شکست خوردہ ذہنیت کے لوگ حضرت مولاناؒ سے گہری عداوت رکھتے تھے۔ بیٹے کی شہادت کے بعد انتقال آبادی کے ہنگامہ خیز دور میں مولاناؒ کو دوسرا بہت ہی تکلیف دہ جان لیوا عظیم صدمہ یہ ہوا کہ ان کے بے مثال کتب خانے جس میں ہر مسلک ہر مذہب کی بنیادی کتب کی بے شمار نایاب کتابیں موجود تھیں۔ شاید پورے ہندوستان میں اتنا بڑا علمی خزانہ کسی کے پاس موجود نہ ہو۔ اسی اسلامی قومی جماعتی اور ادبی ناقابل برداشت بے حساب نقصان کی غمگین کیفیت سے۔

آنسو نکل پڑے تو میری لاج رہ گی
ورنہ اظہار غم کا سلیقہ نہ تھا مجھے!

ان مذکورہ حادثوں نے مولاناؒ کی تمام جسمانی قوتوں کو زائل کر دیا جس سے یہ کوہ نور سے بھی زائد قیمتی ہیرے کی یہ امانت 15-3-1948ء کو انا للہ وانا الیہ راجعون کے قانون قدرت کے مطابق سرگودھا میں قبر کی معرفت جنت الفردوس کی منتظر پاکیزہ حوروں کو واپس کر دی گی۔۔۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ کی وفات حسرت آیات پر پاکستانی اور پورے عالم اسلام میں ابوالوفا پر جو لکھا گیا ہے کوئی باذوق طالب علم اس کی تدوین کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ

چھلک پڑیں تھیں سب کی آنکھیں کہ درد گہرا تھا

سرگودھا میں مقیم ثنائی برادران جناب ذکاء اللہ ثنائی، بہاء اللہ ثنائی صاحبان سے میرا دوستانہ تھا۔ سوئے اتفاق سے جس طرح ان کے والد گرامی القدر کو ایک سکھ تھانیدار نے شہید کیا۔ اسی طرح ایک بے وفا ظالم تھانے دار نے ثنائی پریس میں اپنے کام میں مصروف مذکور دونوں صحت مند بھائیوں کو عین عالم

شباب میں نصف صدی پیشتر شہید کر دیا گیا تھا۔

بنا کردن خوش رسمیں خاک وخون غلطیدن　　　خدا رحمت لندایں عاشقان پاک طینت را

یہ ایک حقیقت بھی نا قابل فراموش ہے جس کا تذکرہ مناظر پاکستان حافظ عبدالقادر روپڑیؒ بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور میرا بھی مشاہدہ ہے۔ جن خوش بخت مسلمانوں نے حضرت امام سید عبدالجبار غزنویؒ کے موثر ترین توحیدی درس مولانا ابوالوفاؒ کے دندان شکن مناظرے اور سید داؤد غزنویؒ کی بمبار سیاسی تقریریں سماعت کیں۔ وہ نقوش با کرامت ولی اللہ صاحب بیان انگریزی حکومت سے نفرت کرنے والے بے خوف سلفی بزرگ بن گئے۔ الحمدللہ ان میں میرے نانا جان میاں محمودؒ خیاط میرے والد مکرم میاں جی غلام محمدؒ رنگ والے بھی تھے۔ بلکہ والد مرحوم کو تو مولانا ثناء اللہؒ سے والہانہ قلبی عقیدت تھی۔ اسی لئے انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کا نام ہی ثناء اللہ رکھا تھا پھر ولی کاملؒ کی نام کی نسبت سے برادر مکرم بھی خوش الحان شیریں بیان واعظ بن گئے!

آخر پر خلوص قلب سے خالق قدوس کی بارگاہ عالیہ میں ملتجی ہوں کہ ثنائی خاندان کے مرحومین کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر سرفراز فرمائے۔ اور بقید حیات ثنائی خاندان کے تمام معزز افراد کو اپنی حفاظت اور تولیت میں رکھتے ہوئے دنیا آخرت کی تمام رفعتوں عظمتوں رحمتوں سے کامیابیوں اور کامرانیوں سے سربلند فرمائے آمین ثم آمین

نوٹ؛ جناب مولانا محمد یوسف انور صاحب نے اپنے مضمون میں زیر تعمیر جامع مسجد جامعہ سلفیہ کے متعلق بھی تحریر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ راقم نے 2005ء میں مسجد ہذا کے تاریخی حقائق جامعہ کے قابل صد احترام ارباب بست وکشاد کو وہ جامعہ سلفیہ کے ابتدائی حالات میں لکھ دیئے تھے۔ جن کی اشاعت لازمی ہے جس میں تحریر کیا گیا تھا کہ کس طرح سے مولانا سید داؤد غزنویؒ کی قلبی تمنا اور میری تحریک پر قابل فخر جناب سیٹھ شیخ ابراہیم جی رحمۃ اللہ علیہ، مولوی عبداللہ احرار اور شیخ الحدیث اسحاق چیمہؒ کی مساعی جمیلہ نیز اسلامی فن تعمیر کے ماہر مستری عبدالحمید صاحب کی پرخلوص مسلسل زیر نگرانی پہاڑی چٹان جیسی پختہ مضبوط مسجد تعمیر ہوئی۔ جس کی بے پناہ مضبوطی کا اعتراف مسجد شہید کرتے وقت برملا سب احباب کر چکے ہیں۔۔!!